عبدالرحمٰن
(اسلام آباد)

(دوسری و آخری قسط)

''ضرورتِ اتحاد'' یا سبائیت کی ترجمانی

ششم: امام احمدؒ اور کفر یزید:

آپ نے فرمایا ہے کہ اہلسنت میں اختلاف ہے کہ یزید کافر ہے یا نہیں۔ امام احمدؒ اور ابن جوزی وغیرہ کفر کے قائل ہیں اسی وجہ سے لعنت شخصی کے بھی قائل ہیں۔ مفتی صاحب! اس سلسلے میں کئی باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) اوّل تو اس قول کی نسبت ہی امام احمدؒ کی طرف بوجوہ ذیل غلط معلوم ہوتی ہے۔

الف...... ان کی طرف نسبت محض بے سند ہے جب تک کوئی قابلِ قبول سند نہ ہو اس کو امام صاحبؒ پر بہتان ہی قرار دیا جائے گا۔

ب...... یزید کے متعلق اتنی بات تو اس کو کافر کہنے کہلانے والے بھی مانتے ہیں کہ ولی عہدی اور خلافت کے وقت تک وہ مسلمان تھا بعد میں کافر ہوا جس کا اسلام یقینی ہو اس کو کافر کہنا حدیث کی رو سے اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالنا ہے حضور انور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''ایما امرئ قال لأخیه کافر فقد باء بها امرهما ان کا کما قال والا رجعت علیه (وفی روایة) من دعا رجلا بالکفر ...... ولیس کذلک الا حار علیه'' (صحیح مسلم ص ۵۷، ج۱) یعنی جو اپنے بھائی کو کافر کہے اگر تو وہ کافر ہے تو ٹھیک ورنہ وہ کفر اسی کی طرف واپس لوٹے گا۔

یزید کا ایمان دار ہونا تو مسلّم ہے اور کافر ہونے کی کوئی یقینی دلیل اس کی تکفیر کرنے والے دیتے نہیں ایسے میں اس کو کافر کہنا اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ امام احمدؒ ایسے غیر محتاط نہ تھے کہ بیٹھے بٹھائے یزید کو کافر کہہ کر اپنے ایمان کو خطرے میں ڈال دیتے۔

ج...... یزید کے دور کے صحابہ و تابعین نے اس کو ولی عہد اور پھر خلیفہ بنایا اور مان کر اس کے ایمان کی تصدیق کر دی تھی۔ اس کے دور کے اس سے اختلاف کرنے والوں نے بھی اس کو کافر نہ کہا' نہ بتایا تھا۔ اگر کافر ہوتا تو اس کو ولی عہد و خلیفہ نہ بناتے نہ مانتے اور بعد میں کافر ہو گیا تھا تو اس کو ولی عہد و خلیفہ نہ رہنے دیتے لہذا یزید کو کافر کہنا' بتانا اس دور کے صحابہ و تابعین کی تغلیط و تردید' توہین و تنقیص اور ان کو ایمانی غیرت و حمیت سے عاری بتانے کے مترادف ہے...... امام احمد رحمہ اللہ جیسی شخصیت ایسی حرکت ہرگز نہیں کر سکتی تھی۔

د...... کافر حکمران کے خلاف کارروائی مسلمان رعایا پر ضروری ہے اگر امام احمدؒ اس کو کافر جانتے مانتے تو اس کے خلاف خروج کو ضروری قرار دیتے جبکہ وہ اس کو ضروری قرار دینا تو درکنار جائز بھی نہیں کہتے۔

دوم: دوسری بات قابل غور یہ ہے امام احمدؒ خود یزید کے دور میں نہ تھے لامحالہ ان کو کسی نے ہی یزید کا' کافر ہونا بتایا ہوگا۔ اس کا کوئی علم نہیں ہے کہ کس نے بتایا؟ اور اگر کسی اکے دکے کا اتہ پتہ مل بھی جائے تو تب بھی کام نہ چلے گا کہ یزید کوئی

گمنام آدمی نہ تھا کہ اس کا ایمان وکفر غیر معروف وغیر مشہور ہوتا' اندر ہی اندر چند لوگوں کو ہی اس کا علم ہوتا بلکہ وہ ساٹھ لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی اسلامی مملکت کا سربراہ تھا اور کربلا وحرہ وغیرہ کی وجہ سے معروف بھی تھا۔ اگر کافر ہو گیا ہوتا تو اس کے کفر کو ایک دنیا جانتی ہے۔ سینہ بہ سینہ چند آدمیوں سے ہوتا ہوا' امام احمدؒ وسبط ابن جوزی جیسے چند ہی آدمیوں تک نہ پہنچتا۔ مطلب یہ کہ امام احمدؒ وغیرہ کا قول خلاف ظاہر بھی ہے اور خلاف ظاہر قول جو غیر معتبر ہوا کرتا ہے۔

سوم: پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جس کا ایمان واسلام تو مسلم ہو' ایک دنیا اس کو مومن ومسلم جانتی مانتی ہو اس کو اگر کوئی کافر کہتا ہے تو اس سے اس آدمی کا ایمان واسلام اختلافی نہیں ہو جاتا بلکہ اس کو کافر کہنے والے کا اپنا ایمان واسلام (جیسے کہ اوپر حدیث بیان ہوئی) خطرے میں پڑ جاتا ہے جن کے حوالہ سے آپ اور آپ جیسے غیر محتاط لوگ' یزید کو کافر بتانے بنانے کی کوشش کرتے ہیں ان کے حوالہ سے اس کا ایمان اختلافی نہیں ہو سکتا بلکہ خود ان ایمان مشکوک ہو گیا ہے ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ یزید کو چھوڑیں۔ اس کا مومن ومسلم ہونا تو ایک جہاں کا مُسلَّم ہے۔

چہارم: ہاں تو کیا دنیا میں امام احمدؒ سبط ابن جوزی' تفتازانی اور قاضی پانی پتی جیسے بس یہی دو چار قابل استناد و قابل حجت شخصیات ہیں کہ انہوں نے یزید کو کافر کہہ دیا اور وہ کافر ہو گیا؟ یزید دور کے صحابہ وتابعین پھر ان کے بعد چودہ صدیوں کے دیگر اکابر محدثین ومفسرین جنہوں نے اس کی تکفیر کی یا تردید کی یا غیر محتاط وخلاف احتیاط بتایا یا کم از کم اس کی تائید ہی نہیں کی کیا وہ قابل استناد وقابل حجت نہیں؟...... امام ابن تیمیہؒ حنبلی ہیں۔ امام احمدؒ کے مذہب کو آپ سے یا ابن حجر مکیؒ سے زیادہ جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یزید کافر نہ تھا اس کو کافر کہنا باطل ہے...... ابن حجر مکیؒ نے بھی سب کچھ لکھ کر آخر میں لکھا ہے''**ولا یجوز لعن یزید ولا تکفیرہ**'' الصواعق المحرقہ ص۲۲۳ کہ یزید پر لعنت کرنا اور اس کی تکفیر جائز نہیں۔ کیا ناجائز قول سے بھی کسی کا ایمان واسلام اختلافی بن سکتا ہے۔ ملا علی قاریؒ نے تفتازانی کی جذباتی باتوں کا ردّ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ''**ولا یخفی ان ایما ن یزید محقق ولا یثبت کفر وبدلیل ظنی فضلاً عن دلیل قطعی**'' شرح فقہ اکبر ص۷۳۔

اسی طرح علماء محققین ومحتاطین نے اس کفری قول کی تردید کی یا غیر محتاط بتایا ہے کیا امت کے یہ علماء واکابر قابل حجت نہیں۔ سبط ابن جوزی' تفتازانی جیسے چند اس معاملہ میں بالکل ہی غیر محتاط' اپنے دین ایمان سے بے پرواہ لوگ ہی معتبر وحجت ہیں؟

مفتی صاحب! آپ سے ہو سکے تو یزید کو کفر کہنے والوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنے اور خبر لینے کا کہیں' آپ خود بھی ان کی تکفیری ہاں میں ہاں ملا کر اپنا ایمان خطرے نہ میں ڈالیں۔ کسی کے ایمان وکفر کا مسئلہ کسی کی جاگیر نہیں کہ جو چاہے جب چاہے جس کو چاہے کافر بتانے اور بنانے لگ جائے۔

پنجم: پانچویں بات قابل غور یہ ہے کہ امام احمدؒ تیسری صدی ھجری کے ہیں سبط ابن جوزی ان کے بھی بعد ساتویں صدی ہجری کے ہیں آپ صدیوں کی چھلانگ لگا کر جو ان تک پہنچ گئے ہیں ان سے پہلے کے خصوصاً یزیدی دور کے

کسی عالم و محقق کا ایسا تکفیری قول کسی معتبر و قابل قبول سند سے کیوں نہیں پیش کرتے۔اس سے پہلے دنیا آخر کیوں اس معاملہ میں لائق اعتناء نہیں سمجھی جاتی...... یہ بھی ملحوظ رکھیں کہ سبط بن جوزی غالی شیعہ ہیں اور تقیہ باز ہیں۔ دیکھئے: مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی کتب بشارۃ الدارین ص ۴۹۔۵۰ اور خارجی فتنہ ص ۱۷۸، ج ۲۔

ششم: ہاں تو اس پر بھی غور فرمائیں کہ ساری دنیا کیا مسلمان کیا کافر سب یزید کو اسلامی حکمرانوں میں شمار کرتے ہیں۔ابن تیمیہؒ، ابن حجر عسقلانیؒ، ملا علی قاریؒ سید سلمان ندویؒ جیسے حضرات تو اس کو ان بارہ خلفاء میں شمار کرتے ہیں جن کے سرخیل حضرات خلفاء اربعہ ہیں تو کیا ساری دنیا ہی غلط ہوگئی ہے کہ ایک کافر کو مسلمان حکمرانوں میں شمار کرتی چلی آرہی ہے؟

مسئلہ لعنت: یزید پر لعنت، تقیہ باز، غالی شیعہ سبط ابن جوزی صاحب نے کی ہوگی یا بعض غیر محتاط لوگوں نے۔ امام احمدؒ کی طرف اس کی نسبت غلط ہے۔امام ممدوحؒ کی طرف لعنت کی نسبت کی امام ابن تیمیہؒ نے تردید کی ہے فرماتے ہیں کہ یہ روایت منقطع اور غیر ثابت ہے (خارجی فتنہ ص ۱۳۵۔۱۳۶، ج ۲) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا **لیس المؤمن لعّانا**۔ اور قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں 'محتاط مسلک یہی ہے کہ یزید پر لعنت نہ کی جائے' ملاحظہ ہو (خارجی فتنہ ص ۱۶۰ ج ۲) جب قاضی صاحب محتاط مسلک کو اختیار کر رہے ہیں (جنھوں نے یزید کو فاسق و فاجر کہنے اور بنانے کے لیے بزعمِ خود خدمتِ دین کا عظیم کارنامہ سرانجام دیتے ہوئے سات آٹھ سو صفحات کی کتاب لکھ ماری ہے) اور جب رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ہیں کہ لعنت کرنا مومن کے شایانِ شان نہیں...... تو باور نہیں کیا جاسکتا کہ امام احمد بن حنبلؒ جیسی فقیہہ و مجتہد شخصیت غیر محتاط مسلک اختیار کرے۔

ششم (الف): آپ نے سبط ابن جوزی صاحب کے حوالے سے تحریر فرمایا کہ جب یزید کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر آیا تو اس نے لکڑی سے اس کو کریدا اور بدری کھوٹ کا اظہار کرتے ہو۔اشعار پڑھے کہ کاش میرے بدر والے شیوخ (کفار مکہ) حاضر ہوتے' دیکھتے کہ میں نے انتقام لے لیا ہے جو کہ صریح کفر ہے (ملخصاً، مفہوماً) الخیر ص ۲۲۔

مفتی صاحب! یزید کے دادا اور دادی اماں، ابا حضور، چچا ایمان لاچکے تھے اور حضور نے ان کی توقیر و تکریم کی اور ان کا ایمان عنداللہ والرّسول مقبول ہوگیا تھا اور حضور ﷺ و خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے ان کو اہم عہدوں پر فائز کیا تھا۔انہوں نے کفر کے خلاف کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے......علاوہ ازیں مؤرخین کے مطابق یزید کے صاحبزادے حضرت خالد بن یزید صاحبِ ورع و تقویٰ تھے۔کیسے ممکن ہے کہ ۶۱ ھ میں یزید میں بدری کھوٹ پیدا ہوگیا تھا اور اس نے بدر کے انتقام لینا شروع کر دیئے تھے۔خدارا کچھ تو سوچئے۔

(ب) پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ یزید یہ اشعار تب پڑھتا اور اس کو اپنے آباء و اجداد کا بدلہ تب کہتا جبکہ غزوۂ بدر میں مسلمان تو سارے ہاشمی ہوتے اور کافر سارے اموی ہوتے اور یہ اموی' ان ہاشمیوں کے ہاتھوں بدر میں قتل ہوئے ہوتے۔حالانکہ ایسا ہرگز نہ تھا دونوں طرف دونوں قسم کے لوگ تھے بلکہ مسلمانوں میں ہاشمی صرف تین تھے ان کے موالی ساتھ

ملائیں تو کل تعداد آٹھ بنتی ہے جبکہ بنوامیہ کی تعداد سترہ تھی گویا یزید کے آباء واجداد کو بدر میں قتل کرنے والے اسی کے خاندان کے تھے نہ کہ صرف بنی ہاشم، پھر انتقام لینے کا کیا معنی۔ شرکاء وشہداء بدر مقتولین بدر کی قبیلہ وار تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حافظ ابن سیدا الناس کی عیونالاثر۔ اس سے پتہ چلتا ہے یہ جنگ (بدر) بنوامیہ، بنوامیہ کی زیادہ تھی یہ دونوں طرف ہی زیادہ تھے ، بنوہاشم بنوامیہ کی نہ تھی۔

(ج) امام ابن تیمیہؒ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کے پاس جانے اور چھڑی مارنے کی روایت کو مجہول السند، کذب قرار دیا ہے اور اس کی مدلل تردید کی ہے ملاحظہ ہو منہاج السنۃ بحوالہ خارجی فتنہ ص ۳۸۰، ج ۲ اور علامہ ابن کثیرؒ لکھا ہے ''**والصحیح انّہ لم یبعث برأ س الحسین الی الشام کما سیاتی** کہ صحیح بات یہ ہے کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر شام نہیں بھیجا'' (البدایہ ص ۱۶۵، ج ۸)۔ علاوہ ازیں علامہ ابن کثیرؒ نے یزید کی طرف منسوب اشعار کو کذاب رافضیوں کی کارستانی قرار دیا ہے (البدایہ مترجم ص ۱۱۶۶، ج ۸)

سبط ابن جوزی جیسے تقیہ باز، غالی شیعہ تو ایسی باتوں کو قبل کر سکتے ہیں اور تحریر بھی کر سکتے ہیں یزید کی طرف منسوب بھی کر سکتے ہیں تعجب ہے مفتی انور صاحب پر کہ انہوں نے کسی غرض سے ابن حجر مکیؒ کی اس عبارت کو نقل کیا ہے۔

ہفتم: آپ نے نقل کیا ہے کہ ابن جوزی نے بہت سی قبیح چیزوں کا یزید سے متعلق ذکر کیا جو حد شہرت کو پہنچ چکی ہیں اور یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو بد بو کی حالت میں مدینہ کی طرف لوٹایا اس سے اس کا مقصد رسوائی ظاہر کرنا تھا (ص ۱۲۳ الخیر)

(الف) ابن جوزی نے یہ شامِ غریباں کی مجلس پڑھی ہے جو مفتی صاحب! آپ جیسوں کے لیے تو شاید حجت ہو دنیاء علم وتحقیق میں اس کی حیثیت گوزِ شتر سے زیادہ نہیں۔ کروڑوں ابنِ جوزی یزید کی جوتی پر قربان کئے جا سکتے ہیں یہ سبائیت اور سبائیت گزیدہ لوگوں کا طریقہ بن چکا ہے کہ یزید کو تو جو چاہے گالیاں دینے، دلوانے کے لیے کہہ دیں۔ اب دنیا کے سامنے حقائق آ رہے ہیں انشاء اللہ ایسے ابن الجوزیوں کا طلسم ٹوٹے گا۔

(ب) سبط ابن جوزی تو اپنی شیعت سے مجبور تھا اس نے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بھی توہین کرنی کرانی اور تقیے کے پردے میں ان کو گالی دینی دلانی تھی لیکن آپ کو تو مناسب نہ تھا کہ یہ تبرا نقل کرتے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر اور بد بو؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ قیامت تک اگر ریحانۃ النبی ﷺ کا سر مبارک پڑا رہتا تو بد بو نہیں خوشبو ہی آتی۔ امام بخاریؒ شیخ موسیٰ خانؒ اور مولانا عبداللہ شہید کی قبروں سے تو خوشبو آئے اور جنتی سردار کے سر سے بد بو؟ **مالکم کیف تحکمون.**

ہشتم: آپ نے علامہ ابن حجر مکیؒ کی عبارت کو دلیل میں پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''وہ (یزید) مسلمان ہے۔ پس وہ فاسق، شریر، نشہ باز، ظالم ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے اس بارے میں خبر دی۔ چنانچہ ابو یعلی نے اپنی مسند میں سند ضعیف سے ابو عبیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا معاملہ ہمیشہ انصاف کے ساتھ چلتا رہے گا۔ یہاں

تک کہ سب سے پہلا شخص جو اس میں رخنہ ڈالے گا۔ امیہ کا آدمی ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا......اور روبانی نے مسند میں ابودرداء سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا، وہ بنی امیہ کا یزید ہوگا......اس کے بعد آپ (مفتی صاحب) نے یہ لکھا کہ ''حضرت معاویہؓ نے رخنہ ڈالا اور نہ سنت کو تبدیل کیا۔ بوجہ اس بات کے کہ حضرت معاویہؓ مجتہد تھے۔'' (ماہنامہ ''الخیر'' ملتان۔ص ۲۴)

جناب مفتی صاحب! (الف) چاہیے تھا کہ آپ واضح فرماتے کہ مسند ابویعلی اور مسند روبانی کتب احادیث میں کس درجہ کی کتب ہیں؟ ثانیاً ان دونوں روایات کی سندی حیثیت بھی واضح کرتے۔ مسند ابویعلی کی روایت کی سند کو تو علامہ ابن حجر مکیؒ نے بھی ضعیف کہا ہے......اس روایت کو اور ان جیسی اور روایات کو علامہ ابن کثیرؒ نے سنداً منقطع قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: البدائیہ ج ۸، ص ۲۳۱) علامہ ابن قیمؒ اور ملاں علی قاریؒ نے لکھا ہے:

ومن ذالک الاحادیث فی ذم معاویه......وکذاذم یزید (الموضوعات الکبیر ص ۱۶۹، ۱۷۰)

کہ انہی موضوعات میں سے ہیں۔ وہ احادیث جو حضرت معاویہؓ اور اسی طرح یزید کی مذمت میں ہیں۔

(ب) علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب حضور ﷺ نے یزید کا نام لے کر فرمایا کہ وہ دین میں رخنہ ڈالے گا اور میری سنت کو تبدیل کرے گا تو اس کے باوجود صحابہ و تابعین نے اس کو خلیفہ بنایا، مانا، بیعت کی۔ تو گویا آپ شیعوں کو کہنا چاہتے ہیں کہ دین کی جڑوں پر تیشہ خود صحابہ و تابعین نے ہی چلا لیا تھا۔

(ج) مفتی صاحب! یہ موضوعات تو آپ کو نظر آ گئیں۔ صحیح بخاری کی وہ حدیث کیوں نہ نظر آئی۔ جس میں آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا۔ ان کے لیے مغفرت ہے (بخاری) علماء نے لکھا ہے کہ اس لشکر کا قائد یزید تھا......اور یہ بھی سوال ہے کہ جب حضور ﷺ نے نام لے کر یزید کے متعلق یہ کچھ فرمایا تھا تو صحابہ کرام جن میں ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، ابوایوب انصاریؓ، ابن زبیرؓ اور حضرت حسینؓ بھی تھے۔ رخنہ ڈالنے والے اور سنت کو تبدیل کرنے والے کو قائد لشکر کیوں نہ بنایا اور یزید کو یہ اعزاز و اکرام دینا کیا حضور ﷺ کے ان ارشادات جو آپ نے نقل کیے ہیں، کے منافی نہیں......آپ آگاہ ہوں گے کہ جب یزید کی ولی عہدی کی تحریک چلی اور ان کے لیے بیعت لی گئی۔ اس وقت سے لے کر واقعہ حرّہ تک بڑا طویل زمانہ ہے پھر ان حالات کو دیکھنے والے سینکڑوں صحابہؓ و تابعین تھے تو اس وقت میں حضور ﷺ کی یہ احادیث (جو آپ نے لکھی ہیں) کیوں بیان نہیں کی گئیں؟ جبکہ آپ نے لکھا ہے کہ ان روایات کا علم حضرت ابوہریرہؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کو بھی ہو گیا تھا۔ تاکہ سب کو گناہ سے بچایا جاتا؟ پھر کیا وجہ ہے کہ مخالفت کرنے والوں اور بیعت توڑنے والوں میں سے کوئی بھی ان رویات کو اپنے عمل کی بنیاد نہیں بناتا؟

مفتی صاحب! اگر ایسی روایات کو تسلیم کیا جائے تو سینکڑوں صحابہ کرام و تابعین کا دامن داغدار ہوتا ہے کہ انہوں نے یزید کو کیوں قائد جہاد، ولی عہد خلیفہ اور حاکم بنایا اور قبول کیا،، اس سے تو رافضیت کو صحابہ کرام پر اعتراضات کا مزید موقع دینا ہے۔

یاد رہے کہ یزید کے خلاف سینکڑوں صفحات پر مشتمل کتابیں لکھنے والے قاضی مظہر حسین، لعل شاہ بخاری، عبدالرشید نعمانی وغیرہ نے ان روایات سے استدلال نہیں کیا ہے اور اس مسئلے میں آپ کا علم ان سے زیادہ نہیں ہے۔

(د) آپ نے دو حدیثیں جس میں یزید کے نام وقبیلہ کی تصریح ہے لکھیں اور پھر حضرت معاویہؓ کے متعلق لکھا کہ انہوں نے دین میں رخنہ نہیں ڈالا وہ مجتہد تھے وغیرہ۔

جناب مفتی صاحب! ہم تو طالب علم ہیں۔ آپ بہت بڑے عالم اور مفتی ہیں۔ ہمارے علم میں اضافہ فرمائیں کہ صریح نصوص کے ہوتے ہوئے بھی کیا اجتہاد ہوا کرتا ہے؟ جب حضور ﷺ نے صراحتاً نام لے کر بتادیا کہ یزید ایسا ویسا ہوگا تو پھر یزید کے ولی عہد اور خلیفہ بنانے میں اجتہاد کی گنجائش ہی کہاں رہی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت معاویہؓ نے امت کے معاملہ میں رخنہ اندازی نہیں کی اور نہ حضورؐ کی سنت کو تبدیل کیا۔ سوال یہ ہے کہ یزید کو امت کی گردنوں پر مسلط کرنا بھی اگر امت کے معاملہ میں رخنہ اندازی نہیں تو پھر اس سے بڑھ کر اور رخنہ اندازی کیا ہوگی؟ جب حضور ﷺ نے نام لے کر فرمادیا کہ وہ ایسا ویسا ہوگا تو پھر ولی عہد، خلیفہ بنانا، صحابہ وتابعین اور عالم اسلام کا بیعت کرنا چہ معنی دارد؟ کیا حضور کے حکم کی صریح خلاف ورزی نہیں۔

نہم: آپ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں روایت نقل کی کہ انہوں نے اس شخص کو تین کوڑے مارے جس نے حضرت معاویہ کی توہین کی اور بیس کوڑے مارے۔ اس شخص کو جس نے یزید کو امیر المومنین کہا تھا۔ (الخیر ص ۲۴)

مفتی صاحب! اس روایت کی نسبت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی طرف غلط ہے۔ اس لے کہ ایک طرف تو عمر بن عبدالعزیزؒ 'یزید کے متعلق امیر المومنین کا لفظ سننے کو تیار نہیں اور دوسری طرف یزید کے لیے (بقول قاضی صاحب) خود رحمت کی دعائیں کر رہے ہیں' **ابراهیم بن ابی عبید یقول سمعت عمر بن عبدالعزیز یترحم علی یزید بن معاویه لسان المیزان** ''بحوالہ خارجی فتنہ۔ ج ۲، ص ۳۴۹)

پھر یزید کو امیر المومنین تو علی بن الحسین نے بھی کہا ہے کہ اگر یہ لفظ کوڑوں کی سزا کے قابل ہوتا تو حضرت حسینؓ کے صاحبزادے کیوں کہتے؟ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یزید تابعی ہے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ' حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ علاوہ ازیں ایک طرف صحابی رسول کی توہین ہے اور دوسری طرف مسلمان حاکم کو امیر المومنین کہنا ہے۔ جبکہ اس کی رعایا واقعی ''مومنین'' تھے۔ کیا مسلمان حاکم کو امیر المومنین کہنا' صحابیٔ رسول کی توہین کرنے سے بھی سنگین جرم ہے؟ کہ صحابی رسول کی توہین کرنے والے کو تو تین کوڑے اور مسلمان حاکم کو امیر المومنین کہنے والے کو بیس کوڑے سزا دی گئی ہے؟ جبکہ توہین صحابہ تو قابل تعزیر جرم ہے اور کسی مسلمان حکمران کو امیر المومنین کہنا کوئی جرم نہیں۔

حدیث ہے **من سب احدًا من اصحابی فاجلدوه** (کنز العمال۔ ج ۱۱، ص ۵۴۲) تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ قابل تعزیر جرم پر تو تین کوڑے اور جو سرے سے جرم ہی نہیں' اس پر بیس کوڑے؟ یہ عمل عمر بن عبدالعزیز کے تقویٰ و تدیّن سے کوسوں دور ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت خود عمر بن عبدالعزیز کو بدنام کرنے کے لیے گھڑی گئی ہے۔ خصوصاً جبکہ

دوسری طرف یہ بھی مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے سوائے اس شخص کے جس نے حضرت معاویہ کو برا بھلا کہا تھا کسی اور شخص کو کبھی نہیں مارا۔'' دیکھئے (حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق ۔ص ۱۴۱' از مولانا تقی عثمانی) اور اگر کسی کو اس پر اصرار ہو کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یہ سزا دی ہے کہ تو پھر اس پر بھی غور کرنا ہوگا کہ یہ سزا بجائے خود صحیح تھی یا غلط؟ ہم پوچھتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے یہ کوڑے حد کے طور پر لگائے تھے یا تعزیر کے طور پر؟ اگر حد کے طور پر لگائے تھے تو قرآن یا حدیث سے اس کا ثبوت چاہیے اور اگر تعزیر کے طور پر تھے تو یزید کو امیر المومنین کہنے کا قابل تعزیر جرم ہونا پہلے ثابت کرنا چاہیے۔ ورنہ عمر بن عبدالعزیز کا یہ کوڑے لگانا ہی بجائے خود ظلم ٹھہرے گا۔ اگر کہا جائے کہ عمر بن عبدالعزیز کا کوڑے لگانا ہی اس کے قابل تعزیر جرم ہونے کی دلیل ہے تو یہ ''مصادرہ علی المطلوب'' ہوگا۔

دہم: آپ نے لکھا ہے کہ یزید کے بارے میں گزشتہ روایات تھیں۔ اس لیے حضرت ابوہریرہؓ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں۔ ساٹھویں سال اور بچوں کی حکومت سے تو اللہ نے ان کی دعا قبول کی۔ بس ۵۹ ھ میں ان کو وفات دی اور یزید کی حکومت ۶۰ ھ میں ہوئی تو حضرت ابوہریرہ کو اس میں ولایت یزید کا علم تھا تو وہ اس سال سے پناہ مانگتے تھے۔'' (ماہنامہ ''الخیر'' ص ۲۴)

یہاں سوال یہ ہے کہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ حضور ﷺ نے یزید کا نام لے کر تصریح فرمادی کہ وہ دین میں رخنہ اندازی کرے گا اور میری سنت کو تبدیل کرے گا تو انہوں نے ولی عہدی کی تحریک میں دیگر صحابہ کرام خصوصاً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کیوں نہ بتایا تھا؟ کیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے العیاذ باللہ کتمانِ حق کیا تھا؟

علاوہ ازیں یہ کیسے خبر ہوئی کہ ۶۰ ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور یزید کی خلافت ہے؟ ملاں علی قاری اور علامہ ابن قیم نے موضوعات کبیر اور المنار میں لکھا ہے کہ جن روایات میں تعیین تاریخ کے ساتھ پیش گوئی ہے' وہ موضوع ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب ساٹھویں سال اور بچوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگ رہے ہیں تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ وسیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کیوں حصول خلافت کے لیے تگ و دو کررہے تھے؟ نیز حضرت ابن زبیر کی حکومت اور کوفیوں کے ایفائے عہد کی صورت میں فرض کریں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حکومت مل جاتی تو کیا وہ بھی اس روایت کا مصداق ہوتیں یا نہ؟ ایسی روایات پیش کرنے سے کیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سمیت دوسرے صحابہ پر طعن نہیں ہوگا؟

دوازدہم: آپ نے لکھا ہے کہ ''واقدی نے بہت سی سندوں سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن حنظلہؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! ہم نے یزید کے خلاف بغاوت نہیں کی۔ یہاں تک کہ ہمیں خوف ہوا کہ ہمارے اوپر آسمان سے پتھر نہ برسائے جائیں۔'' (ماہنامہ ''الخیر'' ملتان۔ص ۲۴)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ نے پہلے یزید کی بیعت کی تھی۔ ۶۳ ھ کے اوائل میں حضرت عبداللہ نے نقض کیا یزید کی خلافت سے یہ تقریباً دواڑھائی سال بنتے ہیں۔ اگر یزید ایسا ہوتا جیسے کہ آپ نے لکھا ہے تو حضرت

عبداللہؓ نے اتنا طویل انتظار نقض بیعت کے لیے کیوں کیا؟ اور وہ احادیث جو آپ نے نقل کی ہیں۔ان کا علم کیا حضرت عبداللہ کو نہیں تھا؟ نیز کیا وجہ ہے کہ انہوں نے نقض بیعت کی وجوہات میں قتل حسینؓ کا ذکر نہیں کیا۔جبکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۶۱ھ میں شہید ہو گئے تھے۔بقول آپ کے یزید کے دیگر جرائم سے یہ جرم کیا کم تھا؟......علاوہ ازیں سانحہ کربلا کے ساتھ ہی انہوں نے بیعت کیوں نہ توڑی؟

مفتی صاحب! اسی روایت کا اگلا حصہ آپ نے ترک کر دیا۔جس میں یہ بھی ہے کہ ''عبداللہ بن حنظلہؓ نے فرمایا کہ وہ ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کے ساتھ زنا کرتا تھا۔'' (العیاذ باللہ)

ایک صحابیٔ رسول سے ایسی باتیں بلاثبوت بہت بعید ہیں۔زنا کاری کا پورا ثبوت نہ ہو۔اس کو زبان پر لانا اپنے آپ کو مستوجب سزا بنا دیتا ہے۔حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ ایسی بے ثبوت و بے دلیل باتیں کیسے کر سکتے تھے۔ایسی بلاثبوت باتوں سے یزید کی نہیں بلکہ خود حضرت عبداللہؓ کی شخصیت مجروح ہوتی ہے۔لہٰذا یہی کہا جائے گا کہ سبائی مفسدوں کی ان پر افترا پردازی ہے۔

جناب مفتی صاحب! اسی روایت کا اگلا حصہ جو آپ نے ''الخ'' لکھ کر چھوڑ دیا۔اس کو مولانا محمد امین اوکاڑوی نے ''تجلیاتِ صفدر'' میں نقل کیا ہے......اور ان الفاظ کو (جو اوپر ذکر ہو چکے ہیں) تسلیم کرنے سے قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے انکار کیا ہے۔(ملاحظہ ہو ''خارجی فتنہ'' ج ۲،ص ۵۴۹) جب روایت کا ایک حصہ ناقابل تسلیم ہے تو باقی حصہ کیونکر تسلیم ہو سکتا ہے؟......پھر یہ روایت واقدی کی ہے اور واقدی کے متعلق قاضی صاحب ہی لکھتے ہیں کہ واقدی مجروح ہے۔
(''خارجی فتنہ''۔ج ۲،ص ۲۰۹،۴۴۲)

محترم مفتی صاحب! یزید پر جتنے الزامات ہیں، وہ تار عنکبوت سے زیادہ ناپائیدار اور کمزور ہیں اور سبائیت کے خانہ زاد ہیں۔ان الزامات سے یزید کی ذات سے زیادہ صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ کی ذوات مجروح ہوتی ہیں۔اور دورِ خیر القرون مجروح ہوتا ہے۔اگر ان الزامات کو درست مانا جائے تو اسلام کے اس مثالی دور کی بھیانک تصویر سامنے آئے گی جبکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات یہ ہیں۔اسلام کے ان بارہ خلفاء کے متعلق کہ ان کے وقت تک اسلامی حکومت اچھی رہے گی۔ان کے دور میں دین قائم رہے گا۔اسلام محفوظ و مامون رہے گا وغیرہ۔اور ان بارہ خلفاء میں ایک مکی عالم نے اور بعض دوسرے علماء نے یزید کو بھی شمار کیا ہے۔اور وہ مکی عالم، ملا علی قاری ہیں۔دیکھئے شرح فقہ اکبر۔اس لیے آپ سے دردمندانہ و ہمدردانہ درخواست ہے کہ صحابہ کرام و تابعین عظام اسلاف کے بھی اسلاف ہیں۔ان سب کی عظمت کا دفاع اہل سنت کی پہچان ہے۔قرآن و سنت اور اصولِ اہل سنت کی روشنی میں ان کے مقام و مرتبہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور وہ روایات و اخبار آحاد قابل تاویل و قابل رد ہیں جن سے ان کی شخصیات پر حرف آتا ہو۔ہمارے لیے سب نجوم ہدایت ہیں۔خواہ حضرت علیؓ ہوں یا سیدنا معاویہؓ۔حضرت حسینؓ ہوں یا مبایعینِ یزید، صحابہؓ و تابعینؒ۔